بعد انتقال کر گئے۔ مولوی صاحب موصوف سیوہارہ ضلع بجنور کے اُس خاندان والا شان سے تعلق رکھتے تھے جس کے ایک فرد گرامی قدر مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ تقریر اور تحریر کا اچھا ملکہ تھا۔ شاعری کا ذوق خاندانی تھا۔ پندرہ سولہ سال سے بسلسلہ ملازمت حیدرآباد دکن میں قیام پذیر تھے۔ سرکاری ملازمت کی سرگراں مصروفیتوں کے باوجود تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتے رہتے تھے۔ متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ تبلیغ اسلام کا جوش اور ولولہ فطری تھا، اپنی مادرِ علمی دار العلوم دیوبند کے نام پر مرمٹنے والے تھے۔ حیدرآباد دکن میں خدا کے فضل سے دیوبند کے علماء و فضلاء کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ موصوف نے ایک انجمن کے ذریعہ اُن سب کو ایک مرکز پر لا کھڑا کیا، اور خود اُس انجمن کے سکرٹری منتخب ہوئے۔ حیدرآباد کی ہر مذہبی اور دینی تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ انجمن علماءِ دکن اور انجمن عالمگیر تحریک قرآنی کے بھی ممبر تھے۔ صاحب تذکرہ سخنورانِ دکن نے اُن کو دکن کے شاعروں میں شمار کیا ہے۔ نہایت خوش خلق اور ہنس مکھ تھے۔

موت سب کو آنی ہے کسی کو اُس سے مفر نہیں "آج وہ کل ہماری باری ہے" یہاں کا شب و روز کا مشاہدہ ہے۔

للموتِ کاسٌ والمرءُ ذائقُھا   من لم یَمُتْ عَبطۃً یَمُتْ ھَرَمًا

مگر زیادہ رنج اور افسوس اس کا ہے کہ مرحوم ابھی بالکل جوان تھے ایک عرصہ سے آنتوں کے سخت درد کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ یونانی اور ڈاکٹری ہر قسم کے علاج معالجے کرائے، لیکن جانبر نہ ہوسکے۔ اور آخر کار ۱۹۔ اپریل کو لکھنؤ میں پینتیس سال کی عمر میں ہی دو کم سن بچیوں اور ایک خورد سال بچہ، ایک نوجوان بیوہ اور ضعیف العمر باپ اور دوسرے اعزا کو داغ مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہوگئے۔ مرحوم کے برادر نسبتی مولوی عبد الصمد صاحب صارم نے تاریخ وفات میں ذیل کا قطعہ لکھا ہے۔

عبد البصیر راہی ملک بقا ہوئے   مدت سے مبتلا تھے وہ دردِ شدید میں

تھی فکر حال و سال تو ہاتف نے دی ندا   ہے اب تو وہ جوارِ رسولِ شہید میں

۱۳۶۰ھ

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وجعل من الجنۃ النعیم الکامل